Cosmos Multidisciplinary Research E-Journal Online Available at www.cmrj.in
Recognized International Peer Reviewed Journal Impact Factor 5.69 ISSN No. 2456-1665

Reflection of Social Issues in Urdu Novels in Kerala: A Review

کیرالہ میں اُردو ناولوں میں سماجی مسائل کی عکاسی: ایک جائزہ

By
Dr. Mohammad Abrarul Haq
Assistant Professor
Arts, Sci. & Comm. College, Badnapur Dist. Jalna

مقالہ نگار
ڈاکٹر محمد ابرار الحق عبدالظاہر امجد
اسسٹنٹ پروفیسر، آرٹس، سائنس وکامرس کالج، بدناپور ضلع جالنہ

جنوبی ہند میں زبان وادب کی ترقی وترویج میں صوفیا، ادبا، شعراو، شرفا وحکمران وقت کا ہم کردار رہاہے۔ان ہی کے شانہ بشانہ اپنی روایتوں اور قدر وخال میں قید معاشرے کا نصف حصہ جسے ہم عورت وخواتین کہتے ہیں۔روز اول ہی سے زبان وادب کی آبیاری کرتی آئی ہیں جس کی عمدہ مثالیں مہ لقا بائی چندااور لطف النساء ہے۔ ماقبل انیسویں صدی، جنوبی ہند کی خواتین بھی اپنی روایتوں اقداراور مرد کی اجارہ داری کی نذر رہی لیکن انیسویں صدی میں جب تحریک نسواں کا آغاز ہوا تو ہندوستانی ادبیات کے منظر نامے کا معاشرتی وتمدنی چہرہ مہرہ ہی بدل گیا۔۔اور خواتین کو ایک ہمت وحوصلہ حاصل ہوااور خواتین نے مختلف میدان میں اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھائے اور ادبی دنیا میں بھی اپنی شناخت بنائی۔ جنوبی ہند میں جن خواتین نے نثر نگاری میں خاص مقام حاصل کیا۔ان میں مہاراشٹر کے صادقہ نواب سحر، آندھراپردیش کے جیلانی بانو، عفت موہانی، آمنہ ابوالحسن، رفیعہ منظور الامین، قمر جمالی اور کیرالہ سے زلیخا حسین کا نام کافی اہم ہے جنھوں نے اُردو ناول میں خاص مقام حاصل کیا۔ جنوبی ہند کی خواتین ناول نگاروں نے بیسویں صدی کے نصف آخر میں ناول لکھنے کی شروعات کی اور تاحال تک یہ مسلسل اور کامیابی کے ساتھ سفر رواں دواں ہے۔ کئی خواتین ناول نگار آج بین الاقوامی شہرت حاصل کرچکے ہیں۔انہوں نے اپنے ناولوں کے ذریعے عورتوں کو سماج میں اعلٰی مقام دلانے میں کافی اہم کردار ادا کیا ہے۔ان خواتین ناول نگاروں نے اپنے ناولوں کے توسط سے عورتوں کے بنیادی مسائل کو اُجاگر کیااور ساتھ ہی ساتھ ان مسائل کے حل اور تدابیر کا بھی ذکر کیا جس سے عورتوں کو اپنی زندگی بہتر انداز میں گذارنے کی ترغیب ملی۔ خواتین ناول نگاروں نے خواتین کی پسماندگی کی سب سے اہم وجہ ناخواندگی بتایاہے۔جب کہ مذہب اسلام میں مسلمان مرد وعورت دونوں کو علم حاصل کرنے کا کہاہے تاکہ ہر ایک کو اپنے فرائض وحقوق کا علم ہو اور ایک بہتر معاشرہ تشکیل پائے۔خواتین کی خواندگی میں اضافہ کے ساتھ ساتھ سماج میں موجود فرسودہ رسم ورواج کا اختتام بھی عمل میں آیا۔خواتین ناول نگاروں نے اپنے ناولوں کے ذریعے سماج میں موجود خامیوں اور برائیوں کی طرف اشارہ بھی کیااور سماجی مساوات کا درس بھی دیا۔

جنوبی ہند کی سب سے اہم اور شہرت سے بے نیاز شخصیت اور ناول نگار زلیخا حسین ہے۔ جن کا تعلق ریاست کیرالہ سے ہے۔ جن کے کم وبیش ۲۷ ناول منظر عام پر آچکے ہیں۔ ریاست کیرالا سے اُردو زبان کا تعلق بہت کم لوگ جانتے ہیں یہاں کی زبان ملیالم ہے جو کہ تمام مذہب وطبقہ، اعلیٰ، ادنیٰ سبھی لوگوں کی بولی ہے۔ایسی غیر اُردو ریاست میں اب فخر کے ساتھ اُردو پھل پھول رہی ہے۔زلیخا حسین نے ۲۷ ناول، اور ۸ منی ناول اور افسانے بھی تحریر کیے۔

زلیخا حسین ۱۹۳۰ سن عیسوی میں کیرالہ کے کوچین شہر میں پیدا ہوئیں ان کے والد حاجی احمد سیٹھ مشہور سیاسی اور سماجی کارکن تھے۔ان کی ابتدائی تعلیم آسیہ بائی مدرسہ میں ہوئی۔ یہیں سے قرآن، حدیث، دینیات اور ملیالم کے ساتھ اُردو سیکھی، بقیہ تعلیم گھر پر ہوئی۔۔زلیخا حسیننے پہلا ناول ''میرے صنم'' ۱۹۵۰ءمیں تحریر کیا۔ لیکن بدنامی اور طعنے کے ڈروخوف کی وجہ سے اپنا پتہ اور تصویر شائع کرنے سے گریز کیااور وہی زلیخا حسین کی دادی کا بھی حکم تھا کہ وہ اپنی تحریروں میں پتہ اور تصویر شائع نہ کرے۔ زلیخا حسین کی گمنامی کے ۴۰ سال یوں ہی گذر گئے۔اس گمنامی سے پردہ ۱۹۹۰ سن عیسوی میں تحریر کردہ ناول ''ایک پھول ہزار غم''، تصویر اور پتہ کے ساتھ شائع کرائی۔اور اس طرح ایک باصلاحیت وشہرتوں سے بے نیاز شخصیت منظر عام پر آئی۔

زلیخا حسین کے ناولوں کی تعداد ۲۷ ہے جس میں سے چند ناولوں کے نام کچھ اس طرح ہیں:۔

۱)میرے صنم، ۲)آپا، ۳)او بھولنے والے، ۴)دشوار ہوا جینا، ۵)پتھر کی لکیر، ۶)یادوں کے ستم، ۷)نصیب نصیب کی باتیں

Cosmos Multidisciplinary Research E-Journal
Online Available at www.cmrj.in
Recognized International Peer Reviewed Journal Impact Factor 5.69 ISSN No. 2456-1665

ناولوں کی طویل فہرست سے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ زلیخا حسین کا مطالعہ کتنا وسیع تھا اور ان کے لکھنے کی رفتار اس سے بھی کئی زیادہ تھی۔ان کے ناولوں کا مطالعہ کرنے پر ہر کوئی اپنی انگشت دندان رکھنے پر مجبور ہو جاتا ہیکہ کیا واقعی زلیخا حسین کا تعلق کیرالہ سے ہے کیونکہ ان کی زبان و اسلوب لکھنؤ و دہلی جیسے اُردو کے گہوارہ سے کم نہیں۔

زلیخا حسین کا سب سے پسندیدہ ناول ''راہ اکیلی'' ہے۔اس ناول کا مرکزی کردار ''حسنہ'' ہے۔حسنہ،ایک حسین اور باوفا لڑکی ہے اس کی شادی عباس نامی ایک ادھیڑ عمر شخص سے ہو جاتی ہے جو کافی رئیس ہے اور عباس کی یہ دوسری شادی ہے۔حسنہ سے شادی کرنے کے بعد اس کے حسن اور عمر کا اندازہ ہونے پر شب زفاف سے ہی حسنہ سے الگ رہنے لگا۔نیک زاد حسنہ اپنے سلوک اور مخلصانہ رویے سے عباس کے احساس کمتری کو دور کرتی ہے اور ان کی ازدواجی زندگی کامیابی کی راہ پر گامزن ہوتی ہے کہ عباس کا انتقال ہو جاتا ہے اور حسنہ اکیلی رہ جاتی ہے۔محرومی اور اور مجبوری کی زندگی میں حسنہ سب کچھ تقدیر کا کھیل سمجھ کر مطمئن رہتی ہے۔اس طرح حسنہ کے کردار میں ایک وفا شعار اور مشرقی تہذیب کی علمبردار خاتون کی عکاسی اس ناول میں زلیخا حسین نے پیش کیا ہے۔زلیخا حسین کے ناولوں میں عورت نہ صرف مظلوم بن کر زندگی گزارتی ہے اور انجام میں خودکشی کرتی ہے اور نہ ہی باغیانہ تیور کا استعمال کرتے ہوئے سماج اور مردوں سے بدلہ لیتی ہے۔زلیخا حسین کے ناولوں کی خواتین خدا پر بھروسہ رکھتی اور تقدیر سے الجھنے کی بجائے اس پر مکمل اعتماد کرتے ہوئے اپنی اور اپنے ارد گرد کرداروں کی زندگی کو بھی خوشنما بنانے کی حتی الامکان کوشش کرتی ہے۔یعنی زلیخا حسین کے ناولوں کے خواتین مکمل طور پر مشرقی تہذیب کی علمبردار اور ایثار و قربانی کے جذبہ سے سرشار نظر آتی ہے۔اور اس سے سماج میں پر امن فضا پیدا کرنے اور لڑکیوں میں اخلاقی درس کی اشاعت کا ذریعہ ثابت ہوئی۔ان کے ناولوں کے خواتین مرکزی کرداروں میں ناول ''لہر لہر منجدھار'' میں شمع، ''روح کے بندھن'' میں فوزیہ۔''آدمی اور سکے''میں دلشاد، ''کل کیا ہو'' میں نازیہ۔''دشوار ہوا جینا'' میں شبنم۔''اپنا کون'' میں شمو کی کہانیاں ان کی مشکل زندگی اور ان کا صبر و استقلال قابل ذکر ہیں۔

ناول ''کل کیا ہو'' ۸۸۹۱ء میں شائع ہوا۔اس ناول میں بھی عورتوں کی وفا شعاری اور ایثار و قربانی کا درس دیتے ہوئے زلیخا حسین رقم طراز ہے کہ

> ''یہ زمانہ وہ نہیں رہا جب کہ ایک کمائے اور دس کھائیں آسودگی سے۔تم جو کچھ اپنے گھر اور اپنے بچوں کے لیے کر رہے ہو میں اندھی نہیں ہوں سب دیکھ رہی ہوں۔تم فکر مت کیا کرو۔جس نے پیدا کیا ہے اُسے ہماری فکر بھی ہے۔وہی سب درد دور کر دے گا کوئی ان میں ہمارا بیٹا جوان ہو جائے گا۔سوچ رہا ہے انجینیر بننے کی۔ایک اکیلے کی کمائی سے ہو جائے گا سب کچھ۔۔۔''

(ناول۔کل کیا ہو۔۔زلیخا حسین۔پرنس بک ڈپو۔۔ص۔۲۵)

زلیخا حسین نے اس طرح سے اپنے ناولوں میں خواتین کے ایثار جذبہ و اپنے شوہر کی ہمت باندھتی اور اُسے مستقبل کی روشنی کی جھلک دکھلا کر اپنی غریبی کو پس پشت ڈال کر بہتر مستقبل کی اُمید جگاتی خاتون دکھائی دیتی ہے۔اور یہ فضا ان کے تمام ناولوں میں نظر آتی ہے۔

رشتوں کی اہمیت پر بھی زلیخا حسین کا قلم زور دیتا ہے۔انسانی زندگی میں رشتوں کی ضرورت اور اہمیت کا زلیخا حسین کو بخوبی اندازہ ہے اور اپنے تجربے کو زلیخا حسین نے ناول ''حسرت ساحل'' میں بیان کیا ہے۔

> ''شبانہ نے جب عارفہ بانو کا شکریہ ادا کیا تو عارفہ بانو کہتی ہے کہ ''دلی محبت بڑی چیز ہے بیٹی! عارفہ بانو بولیں ''جب دلی محبت نہ ہو۔ہمدردی نہ ہو تو رشتے ناتے کس کام کے۔سگے بھائی بہنوں کو آپس میں کتے بلی کی طرح لڑتے میں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی ہوں۔بھائی بہن کے خون کا پیاسا۔بہن بھائی کی دشمن یہی کچھ چلتا ہے۔آج کی دنیا میں۔''

(حسرت ساحل۔۔زلیخا حسین۔۔چمن بکڈپو دہلی۔ص۔۲۴۰،۲۳۹)۔

زلیخا حسین نے اپنوں ناولوں میں والدین کے مثبت و منفی کرداروں کا بھی ذکر کرتے ہوئے سماج میں بنتے اور بگڑتے اخلاقی اقدار پر گہری چوٹ کی ہے۔ان کے ناول میں جہاں والدین کی اچھی تربیت سے بچوں میں پیدا ہونے والے نیک اخلاق و کردار کا ذکر ہے۔وہی والدین کے بے جا لاڈ و پیار سے بگڑنے اور گرتے اخلاقی اقدار کا بھی ذکر فنی مہارت کے ساتھ کیا ہے۔

> ''ایک خواب ایک حقیقت'' ناول میں ماں باپ کی اچھی تربیت سے اچھی اولاد کے تیار ہونے کا ذکر ملتا ہے۔لبینہ جیسی وفا شعار اور اپنی تہذیب سے لگاو رکھنے والی لڑکی ہے وہی سفیان جیسا تعلیم یافتہ لڑکا بھی اسی کا نتیجہ ہے۔اختر بھی اپنے والد کی محنت اور خواہش سے واقف تھا وہ اچھی طرح سے اپنی ذمہ داری سمجھتا تھا ''امی اور ابّا ہمیں کتنی تکلیفیں اُٹھا کر پڑھا رہے ہیں۔کتنی آرزوئیں اور تمنائیں ہیں جو وہ ہم دونوں کی ذات سے وابستہ کئے بیٹھے ہیں۔ابا غریب نے اپنی زندگی اپنی خوشیاں سب کچھ ہمارے لیے داؤ پر لگا رکھی ہیں۔وہ کبھی کسی تفریح میں حصہ نہیں لیتے۔بلا

Cosmos Multidisciplinary Research E-Journal
Online Available at www.cmrj.in
Recognized International Peer Reviewed Journal
Impact Factor 5.69
ISSN No. 2456-1665

ضرورت ایک پیسہ بھی اپنی ذات پر خرچ نہیں کرتے۔لیکن ہماری ہر ضد پوری کر کے وہ خوشی محسوس کرتے ہیں۔کاش میں جلد سے جلد اپنے ابا کی ذمہ داریوں کا بوجھ اپنے کندھے پر سنبھال سکوں۔''

۔(ناول ایک خواب ایک حقیقت۔۔زلیخا حسین۔۔اہلووالیہ بک ڈپو، نئی دہلی۔۱۹۸۳ء۔ص۔۸)

وہی غلط تربیت کے نتائج بھی برے ہوتے ہیں۔والدین کی آنکھ جب کھلتی ہے تب تک اولاد برائیوں کے راستے میں بہت دور نکل جاتے ہیں۔جہاں سے ان کی واپسی ممکن نہیں ہوتی۔والدین کو اپنی غلطی کا احساس تو ہوتا ہے لیکن سوائے پچھتاوے کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

''واقعی غلطی میری ہے جانے میری عقل پر کیسا پردہ پڑا تھا جو میں نے اسے من مانی کرنے کی پوری آزادی دے رکھی تھی۔اس کے کسی کام میں دخل دینا مناسب نہ سمجھا۔روپے پیسے کے لیے اسے کبھی تنگ نہ ہونے دیا۔یہ سب میری بھول تھی۔زبردست بھول اکلوتے بیٹے کی محبت میں اندھا ہو گیا تھا۔آج میں اپنی غلطی کا خمیازہ بھگت رہا ہوں۔قصور وار میں ہوں میرا بیٹا نہیں۔اسے غلط راستے پر ڈالنے کا ذمہ دار میں ہوں۔''

۔(ناول ایک خواب ایک حقیقت۔۔زلیخا حسین۔۔اہلووالیہ بک ڈپو، نئی دہلی۔۱۹۸۳ء۔۔ص۔۱۳)

اس بیان کے ذریعے زلیخا حسین نے تمام والدین کو یہ پیغام دیا ہے کہ بے جالاڈو پیار اپنے بچوں کے لیے خود مصیبت کا باعث بنتا ہے اور ان بچوں کی زندگی تو خراب ہوتی ہی ہے لیکن تمام افراد خاندان کے لیے بھی رسوائی کا باعث بنتی ہے۔

زلیخا حسین کے ناولوں میں خواتین کو جہاں بااخلاق رہنے کا درس دیا ہے وہی کسی مصیبت یا پریشانی میں ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی تلقین بھی ملتی ہیں۔ان کے اکثر ناولوں میں خواتین کردار ہی ناول کی ہیروہے جو ہر مشکل اور دشواری میں بھی کسی سے شکایت نہیں کرتی بلکہ اُن حالات سے لڑ کر فتح یاب بھی ہوتی ہے۔جس کی مثال ان کے بیشتر ناولوں میں دیکھنے ملتی ہیں۔

''بھنور میں پھنسی ہوئی کشتی کو کنارے لگانے کے لیے کسی مانجھی کی اب ضرورت نہیں۔پتوار مجھے سنبھالنا ہے اور میں ہی سنبھالوں گی۔بیلا ایک عزم کے ساتھ بولی۔''

(ناول۔اوبھولنے والے۔۔۔ذلیخا حسین۔۔چمن بک ڈپو۔دہلی۔۔ص۸۷)

ذلیخا حسین کے ہاں عورت ہی زندگی کا سب کچھ ہے اس کے اطراف زندگی حرکت کرتی ہے۔ان کے ناولوں کے نسوانی کردار زمانے کے ستم سہے ہوئے قدرت کا ایک کھلونا بن کر وفا کے پیکر کی طرح ہمارے سامنے گھومتے پھرتے ہیں۔ذلیخا حسین کی زندگی کی قسمت بھی مذاق کا المیہ ہے۔ان کے شوہر حسین سیٹھ ۲۸ فروری ۱۹۹۸ کو انتقال کر جانے کے بعد ٹوٹ سی گئی لیکن اس کے بعد ان بیٹا فاروق بھی ایک ایکسیڈنٹ کے بعد وہیل چیر پر ہے اور بیٹی ذہنی مرض کا شکار۔اس میں یہ باہمت عورت سب کو اپنے ساتھ لے کر کارواں چلتی رہی۔اور بالآخر مشہور ناول نگار نے ۱۵ جولائی ۲۰۱۴ء کو اس دنیا کو الوداع کہا۔

By

Dr.MohdAbrarulhaq Abdul ZaherAmjad,

Assistant Professor, Dept of Urdu,

Arts, Science & Commerce College, Badnapur Dist. Jalna (M.H.)

Email:abrarulhaq781@gmail.com

***